سوال

(392)جمعہ کی دو اذانوں کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ضلع بھکر سے محمد ایوب لکھتے ہیں کہ ہماری مسجد میں سنت کے مطابق جمعہ کی صرف ایک اذان دی جاتی تھی مقامی خطیب نے بعض احناف کے اصرار پر دو اذانوں کا سلسلہ شرو ع کر دیا ہے اب کچھ نمازی اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور کچھ اس کی حمایت پر کمر بستہ ہیں تاکہ جماعت انتشار کا شکار نہ ہو جائے مخالفت کرنے والوں نے دوسروں سے بول چا ل بند کر دی ہے بعض افراد نے مقامی خطیب کے پیچھے نماز پڑھنا بھی ترک کر دی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ :

(1)نمازیوں کی تعداد میں اضافہ کے پیش نظر سنت کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے ؟

(2)کیا بول چال بند کر دینا اللہ کی ناراضگی تصور ہو گی ۔

(3)کیا ایسے حالات میں مقامی خطیب کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال واضح ہو کہ اصل اذان تو وہی ہے جو امام کے منبر پر بیٹھتے وقت دی جاتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جمعہ کے دن اس وقت اذان دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ۔ (صحیح بخاری : کتاب الجمعہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن ایک اذان دینے کا یہ طرز عمل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک جاری رہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلا فت میں مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تھی جس کی وجہ سے دور دور تک مکانات پھیل گئے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی سہولت کے پیش نظر زوراء نامی پہاڑی پر ایک اور اذان دینے کا فیصلہ فرمایا جسے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی اکثریت نے قبول کر لیا البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اذان کو خلاف سنت کہا ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ :3/140)

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دار الحکومت کوفہ میں اسے ختم کر کے اذان نبوی یکو ہی بر قرار رکھا ۔ (تفسیر قرطبی :18/100)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق نویں صدی ہجری کے نصف تک مغرب کے علاقہ میں جمعہ کے دن صرف ایک اذان دینے کا اہتمام تھا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرما تے ہیں کہ جمعہ کی اذان کے متعلق عہد رسالت ہی طرز عمل کو زیادہ پسند کرتا ہوں ۔ (کتاب الام : 1/195)

تفصیل بالا کے پیش نظر سنت نبوی کے مطابق جہاں ایک اذان دینے کا عمل ہے وہاں اسے برقرار رہنا چاہیے کسی خاص مکتب فکر کے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اس طرز عمل کو بدلنا قطعاً مستحسن نہیں ہے البتہ جہاں دو اذانیں ہوتی ہیں وہاں دیکھا جائے اگر کسی قسم کے فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو تو وہاں ایک اذان پر اکتفا کرنا چاہیے اگر حالات ناساز گار ہوں تو دونوں اذانوں کو برقرار رکھنے کی گنجائش موجود ہے ایسا کرنا گناہ نہیں کیوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی موجودگی میں خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عمل کو جاری فرمایا تھا اوران کی اکثریت نے اسے قبول کرلیا تھا اس بنا پر ایسے معاملات کو باہمی اختلاف وجدال کا ذریعہ نہ بنایا جائے اب سوالات کے ترتیب وار جواب ملاحظہ فرمائیں :

(1) نمازیوں کی تعداد میں اضافہ کے پیش نظر انداز کرکے دو اذانوں کو جاری کرنا درست نہیں ہے بلکہ نمازیوں کے دلوں میں سنت کی افادیت واہمیت کو اجاگر کیا جائے ۔

(2) ایسے معاملات کو سامنے رکھ کر نمازیوں کا آپس میں بول چال بند کرلینا درست نہیں ہے بلکہ افہام و تفہیم کے ذریعے محبت ویگانگت کی فضا پیدا کی جائے ۔ اس قسم کی ناراضگی اللہ کے لیے ناراضگی تصور نہیں ہوگی ۔

(3) مقامی خطیب نے غلطی کا ارتکاب ضرور کیا ہے لیکن اسے توہین سنت کا نام دے کر اس کے پیچھے نماز پڑھنا نماز ترک کردینا دانش مندی نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بدگمانی سے محفوظ رکھے اورانہیں اتفاق و محبت سے رہنے کی توفیق دے آمین ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد : 1 صفحہ : 405